Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Article QR

الرجان ریسرچ سنٹر، لاہور

Explainatory study of common and specific sponsorship in the light of Islamic teachings

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کفالتِ عامہ وخاصہ کا توضیحی مطالعہ

Authors

1. Mahmood ul Hasan Bhatti
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Al-Hamd Islamic University, Islamabad, Paskistan.
karwan2054@gmail.com

2. Dr. Ikram-ul-Haq Al-Azhari
Professor, Department of Islamic Studies, Al-Hamd Islamic University, Islamabad, Paskistan.

Citation

Bhatti, Mahmood ul Hasan and Dr. Ikram-ul-Haq Al-Azhari" Explainatory study of common and specific sponsorship in the light of Islamic teachings." Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 149− 164.

History

Received:Sep 11, 2024, **Revised**: Sep 28, 2024, **Accepted**: Oct 16, 2024, **Available Online**: Nov 03, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

HEC "Y" Category

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE

HJRS HEC Journal Recognition System

Explainatory study of common and specific sponsorship in the light of Islamic teachings

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کفالتِ عامہ وخاصہ کا توضیحی مطالعہ

* محمود الحسن بھٹی * ڈاکٹر اکرم الحق الازہری

Abstract

This article examines the Islamic principle of kifāla (guardianship and support), emphasizing its critical role in fostering a fair and compassionate society. Rooted in Quranic teachings and the Sunnah, kifāla defines general welfare (kifāla 'āmma) and specific care (kifāla khāṣṣa), aiming to uphold the rights of all individuals and provide focused support to vulnerable groups, including orphans, widows, and the needy. The Quran establishes these guidelines, while the Prophet Muhammad's (PBUH) life and the interpretations of jurists like Imams Shafi'i, Malik, and Ahmad ibn Hanbal further refine them, highlighting ideals of social justice and collective responsibility. By examining classical and contemporary interpretations, this study reveals the depth and adaptability of kifāla within diverse social contexts, underscoring Islam's enduring commitment to human dignity, equity, and communal welfare as foundational to an inclusive society.

Keywords: Islam, Econoy, Society, Sponsership, Finance, Charirty

تعارف موضوع

اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد عدل و انصاف اور باہمی ہمدردی پر رکھی گئی ہے، جس میں کفالت کا تصور ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ لفظ "کفالت" کا بنیادی مفہوم کسی کی ضروریات کو پورا کرنا، اس کی دیکھ بھال کرنا، اور اس کی حفاظت کو یقینی بنانا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یہ اصول معاشرے کی فلاح و بہبود اور ایک متوازن نظام کے قیام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کفالت کا دائرہ کار معاشرتی، اقتصادی، اور انفرادی سطح پر مختلف طبقات کی مدد و معاونت کو یقینی بنانے کے لیے وسیع تر ہے۔ قرآن و سنت میں کفالت کو دو اہم اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے: کفالت عامہ اور کفالت خاصہ۔ کفالت عامہ سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان، خواہ وہ کسی بھی طبقے یا معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھتا ہو، کو بنیادی حقوق فراہم کیے جائیں، جس میں خوراک، رہائش، اور تحفظ شامل ہیں۔ یہ تصور ایک ایسے معاشرتی نظام کو فروغ دیتا ہے جہاں ہر شخص کا حق محفوظ ہو، اور کسی بھی فرد کو بنیادی سہولیات سے محروم نہ ہونا پڑے۔ اس کے برعکس، کفالت خاصہ مخصوص معاشرتی گروہوں مثلاً یتیموں، مساکین، بیواؤں، اور ضعیف افراد کی مدد کو اولین ترجیح دیتی ہے، تاکہ معاشرے کے کمزور طبقے بھی ایک محفوظ اور باعزت زندگی گزار سکیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہا کفالت کے اصولوں کو مضبوطی کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ان کو پورا کرنے کی ذمہ داری امت پر عائد کی گئی ہے۔ اس حوالے سے مختلف آیات میں

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

* پروفیسر، شعبہ اسلامیات، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

انفرادی اور اجتماعی فلاح کے اصول بیان کیے گئے ہیں، جن میں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور ضعیفوں کا بوجھ بانٹنا شامل ہے۔ مثال کے طور پر، یتیموں کی کفالت اور مسکینوں کی مدد کا تذکرہ کئی مقامات پر آیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرت میں کفالت کا نظام لازمی ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں بھی کفالت کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں، جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں کمزوروں اور ضرورت مندوں کی مدد کو اپنے اوپر واجب قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی یتیم کی کفالت کرتا ہے، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفالت کا تصور اسلام میں محض ایک اصول نہیں بلکہ ایک عملی تقاضا بھی ہے جسے پورا کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی فقہ میں بھی کفالت کے اصول کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے، اور مختلف مکاتب فکر میں اس حوالے سے تفصیلی آراء موجود ہیں۔ امام شافعی، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل جیسے جلیل القدر فقہاء نے کفالت کے اصولوں کو معاشرتی عدل، عوامی مفاد، اور سماجی استحکام کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ ان فقہی آراء کا مطالعہ اس بات کو مزید واضح کرتا ہے کہ کس طرح اسلامی معاشرت میں کفالت کے نظام کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ یوں کفالتِ عامہ وخاصہ کا یہ تصور اسلامی معاشرتی اصولوں کا ایک مکمل اور جامع خاکہ پیش کرتا ہے، جس کا مقصد انسانیت کی فلاح وبہبود اور ایک عادلانہ معاشرتی نظام کا قیام ہے۔ ذیل میں مرحلہ وار ان تمام امور کی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

مبحثِ اوّل: قرآن مجید میں کفالت عامہ اور کفالت خاصہ کی مثالیں

قرآن مجید میں کفالت کے مفہوم کی وضاحت مختلف آیات کے ذریعے کی گئی ہے۔ کفالت عامہ اور خاصہ کے تصورات اسلامی فلاحی نظام کی بنیاد ہیں، جو نہ صرف فرد کی فلاح بلکہ معاشرتی انصاف اور استحکام کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ کفالت عامہ میں معاشرت کے تمام افراد کی فلاح اور ضروریات کی دیکھ بھال شامل ہے، جبکہ کفالت خاصہ میں مخصوص افراد یا طبقات کی مدد پر زور دیا جاتا ہے۔

(الف) کفالت عامہ کی مثالیں

الف- لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ-

نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کو (قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔ اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں۔ اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں۔ یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں۔[1]

References:
1. *Al-Baqarah* 2:177.

سورہ البقرہ کی یہ آیت جو "آیت البر" کے نام سے معروف ہے، نیکی کی جامع تعریف فراہم کرتی ہے اور اسلامی تعلیمات میں کفالت عامہ کے تصور کو واضح کرتی ہے۔ اس آیت میں بیان کیے گئے مختلف اعمال کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نیکی محض انفرادی عبادات تک محدود نہیں، بلکہ معاشرتی بھلائی اور کمزور طبقات کی مدد کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا ہے۔

آیت کے متن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر، قیامت کے دن پر، ملائکہ پر، کتاب پر، اور نبیوں پر ایمان لائے، اور مال دیتا ہے اس کی محبت کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، مسافروں، مانگنے والوں، اور غلاموں کی آزادی کے لیے، اور نماز قائم کرتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے، اور اپنے عہد کو پورا کرتا ہے جب عہد کرے، اور سختی، بیماری اور جنگ کی حالت میں صبر کرتا ہے، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔"

اس آیت میں کفالت عامہ کے متعدد پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے، جو اسلامی معاشرت میں فرد کی ذمہ داریوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ سب سے پہلے، مال خرچ کرنے کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ اللہ کی راہ میں، قرابت داروں، یتیموں، مساکین، مسافروں، اور غلاموں کی آزادی کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہاں کفالت عامہ کے تصور کو واضح کیا گیا ہے، جس میں معاشرتی بھلائی اور کمزور طبقات کی مدد شامل ہے۔ اس طرح، اسلامی تعلیمات میں فرد کی انفرادی نیکی کے ساتھ ساتھ معاشرتی ذمہ داریوں کی اہمیت کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔

آیت میں یتیموں اور مساکین کی مدد کی ضرورت کو اجاگر کیا گیا ہے، جو کہ اسلامی معاشرت میں بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ یتیموں اور مساکین کی مدد نہ صرف ایک اخلاقی ذمہ داری ہے بلکہ یہ اسلامی فلاحی نظام کا حصہ بھی ہے۔ اسی طرح، مسافروں کی دیکھ بھال اور غلاموں کی آزادی کے لیے مال خرچ کرنا بھی کفالت عامہ کے دائرے میں آتا ہے، جو کہ اسلامی معاشرتی اصولوں کی بنیاد ہے۔

اس آیت میں نیکی کی تعریف میں نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، اور عہد کی تکمیل جیسے اعمال کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ تمام اعمال انفرادی عبادات کے ساتھ ساتھ معاشرتی بھلائی کے اصولوں کی تصدیق کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ نیکی کی حقیقی حقیقت صرف فرد کی عبادات تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی فلاح وبہبود کی خدمات بھی نیکی کا حصہ ہیں۔

مفسرین نے اس آیت کی تشریح میں کفالت عامہ کے تصور پر خاص توجہ دی ہے۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں نیکی کو انفرادی عبادات اور معاشرتی بھلائی کے درمیان جوڑ کر پیش کیا ہے، جبکہ ابن کثیر نے یتیموں، مساکین، اور غلاموں کی مدد کو نیکی کے اعلیٰ معیار کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور نیکی کے جامع تصور کو انفرادی عبادات اور اجتماعی خدمت کے ساتھ جوڑ کر وضاحت کی ہے، اور کفالت عامہ کے تصور کو اسلامی معاشرتی اصولوں کے بنیادی حصے کے طور پر پیش کیا ہے۔[2]

ب. إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِط فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ-

صدقات (یعنی زکوۃ وخیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں (کے قرض ادا کرنے

---

2. Imām Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad bin ʿUmar, *Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir)*, (Cairo, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 1978) 16/70.
See also Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000) 1/490.

میں) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔[3]

سورہ التوبہ کی آیت نمبر 60 میں صدقات کے مصارف اور اسلامی فلاحی نظام کی بنیادوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس سے اسلامی معاشرتی نظام میں کفالت عامہ (سوشل ویلفیئر) کا ایک جامع تصور واضح ہوتا ہے۔ اس آیت میں صدقات کو آٹھ مختلف طبقات کے لیے مخصوص کیا گیا ہے: فقراء، مساکین، صدقات کے انتظامات میں کام کرنے والے افراد، اسلام کی طرف مائل کیے جانے والے افراد، غلاموں کی آزادی کے لیے، قرض داروں کی مدد کے لیے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے، اور مسافروں کی مدد کے لیے۔

مفسرین کے مطابق، اس آیت کا بنیادی مقصد اسلامی معاشرے میں اقتصادی توازن اور عدل و انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ ان آٹھ مصارف کے ذریعے اسلام نے معاشرتی انصاف کے ایسے اصول وضع کیے ہیں جو ایک متوازن معاشرتی نظام کے قیام کی ضمانت دیتے ہیں۔ فقراء اور مساکین کی مدد کے ذریعے معاشرے کے کمزور ترین طبقات کو اوپر اٹھایا جاتا ہے، تاکہ وہ بھی معاشرتی دھارے میں شامل ہو سکیں۔ صدقات کے انتظامات میں کام کرنے والے افراد کی کفالت، فلاحی نظام کی مضبوطی اور استحکام کو یقینی بناتی ہے، تاکہ یہ نظام مسلسل فعال رہے۔

آیت میں غلاموں کی آزادی کے لیے صدقات کا اختصاص اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلام انسانیت کی عظمت اور وقار کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔ اسی طرح قرض داروں کی مدد کا ذکر معاشرتی انصاف کی علامت ہے، جو فرد کے معاشی حالات کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ہدایت نہ صرف دینی ذمہ داری کو پورا کرتی ہے بلکہ معاشرتی بہتری کا ذریعہ بھی بنتی ہے، کیونکہ یہ خرچ عام طور پر معاشرتی فلاح و بہبود کے منصوبوں میں صرف ہوتا ہے۔ مسافروں کی مدد کا حکم اسلامی معاشرتی نظام کی جامعیت اور تکمیل کی عکاسی کرتا ہے، جس میں ہر فرد کی ضروریات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

مفسرین نے اس آیت کی تشریح میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس میں صدقات کی منصفانہ تقسیم کے اصول، اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے بنیادی عناصر کو واضح کرتے ہیں۔ یہ اصول اسلامی نظام کے اس پہلو کو بیان کرتے ہیں جس کے تحت دولت کی منصفانہ تقسیم، معاشرتی توازن اور انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ کفالت عامہ کا یہ تصور صرف غربت کے خاتمے تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے ایک منظم اور عادلانہ معاشرتی نظام کے قیام کی بنیاد بنایا گیا ہے، جس کا مقصد ہر فرد کو معاشرتی دھارے میں شامل کرکے ایک باوقار زندگی کی ضمانت دینا ہے۔ اس طرح، اس آیت میں بیان کردہ اصول اسلامی فلاحی ریاست کے نظام کی جڑیں ہیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم اور اجتماعی خوشحالی کو یقینی بناتے ہیں۔ اس آیت میں بیان کردہ صدقات کی تقسیم کے مقاصد میں صرف غربت کا خاتمہ ہی نہیں بلکہ ایک متوازن اور عادلانہ معاشرتی نظام کا قیام بھی شامل ہے۔ صدقات کی منصفانہ تقسیم اسلامی فلاحی ریاست کے اصولوں کی بنیاد ہے، جو کفالت عامہ کے تصور کو عملی جامہ پہنانے میں معاون ہے۔[4]

(ب) کفالت خاصہ کی مثالیں

الف- "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا -"

"اور وہ کھانا کھلانے کے لیے محبت میں، مسکین، یتیم، اور قیدی کو کھانا دیتے ہیں۔"[5]

---

3. *Al-Tawbah* 9:60.

4. Imām Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad bin ʿUmar, *Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir)*, (Cairo, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 1978) 16/113.
See also Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000) 1/421.

5. *Al-Dahr* 76:8.

سورہ الدھر کی اس آیت "ویطعمون الطعام علی حبه مسكينا ويتيما واسيرا" میں موجود کفالتِ خاصہ کا تصور اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے، جو معاشرتی ذمہ داری اور ہمدردی کی اعلیٰ مثال پیش کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنین کے اس عمل کی تعریف کرتا ہے جہاں وہ اپنی محبت اور خواہشات کے باوجود ضرورت مندوں کی کفالت کرتے ہیں۔

کفالتِ خاصہ سے مراد معاشرے کے مخصوص طبقات کی دیکھ بھال اور مدد ہے، جیسے کہ مساکین (ضرورت مند افراد)، یتیم (والدین سے محروم بچے)، اور اسیر (قیدی)۔ آیت میں ان تینوں طبقات کا ذکر انفرادی طور پر کیا گیا ہے، جو کہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی معاشرت میں ہر فرد کو اپنی طاقت اور وسائل کے مطابق ان طبقات کی کفالت کرنی چاہیے۔

مسکین کی کفالت: آیت میں مساکین کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی معاشرت میں ان افراد کا خیال رکھا جانا چاہیے جو کہ غربت کی وجہ سے دوسروں پر انحصار کرتے ہیں۔ مسکین وہ شخص ہے جو اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل نہیں ہوتا، اور اس کی کفالت کرنا معاشرے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

یتیم کی کفالت: یتیم کا ذکر آیت میں خاص طور پر کیا گیا ہے، کیونکہ یتیم بچے وہ ہیں جو والدین کی سرپرستی سے محروم ہوتے ہیں اور ان کی پرورش و کفالت کے لیے کوئی موجود نہیں ہوتا۔ اسلام نے یتیموں کی دیکھ بھال کو ایک عظیم عبادت قرار دیا ہے، اور اس آیت میں ان کی کفالت کو ایک خاص اہمیت دی گئی ہے۔.

اسیر کی کفالت: اسیر یا قیدی کا ذکر اس آیت میں ایک اور اہم معاشرتی ذمہ داری کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسلامی معاشرت میں قیدیوں کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی کفالتِ خاصہ کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ جنگوں اور دیگر حالات میں قیدی اکثر بے یار و مددگار ہوتے ہیں اور ان کی کفالت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ کفالتِ خاصہ کا عمل صرف عمومی مدد تک محدود نہیں بلکہ یہ مخصوص طبقات کی ضروریات کو پورا کرنے کی ایک مستقل ذمہ داری ہے۔ اس آیت کی روشنی میں مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہ کفالت مومنین کے ایمان اور ان کے معاشرتی کردار کا ایک اہم جزو ہے، جہاں وہ اپنی محبت اور خواہشات کے باوجود ان طبقات کی مدد کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

یوں، آیت "ویطعمون الطعام علی حبه مسكينا ويتيما واسيرا" کفالتِ خاصہ کا ایک جامع تصور پیش کرتی ہے، جو اسلام کے اس اصول کو واضح کرتی ہے کہ معاشرتی ذمہ داری اور ہمدردی کی بنیاد پر ایک مثالی معاشرہ قائم کیا جائے، جہاں ہر فرد اپنے وسائل کو دوسروں کی ضروریات پوری کرنے میں استعمال کرے۔(6)

ب- "لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ ۖ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللهَ بِهِ عَلِيمٌ"-

6. Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000) 8/308.
See also Imām Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad bin ʿUmar, *Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir)*, (Cairo, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 1978) 30/24.

"فقراء کے لیے جو راہِ خدا میں محصور ہو گئے ہیں اور زمین میں چلنے پھرنے کی استطاعت نہیں رکھتے،
جاہل انہیں خود دار سمجھتا ہے، تم ان کی شناخت ان کے چہرے سے کر لیتے ہو۔ وہ لوگوں سے مانگتے نہیں،
اور جو کچھ تم خرچ کروگے، اللہ اس سے باخبر ہے۔"[7]

اس آیتِ کریمہ میں کفالتِ خاصہ کا ایک جامع اور گہرا تصور پیش کیا گیا ہے۔ مفسرین کی رائے کے مطابق، یہ آیت ان فقرا کے بارے میں ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں اور اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے سفر کرنے یا زمین میں کام کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ اپنی عزتِ نفس کی حفاظت کرتے ہوئے سوال نہیں کرتے، اور ان کے فقر و فاقہ کا علم صرف اہل بصیرت کو ہی ہوتا ہے جو ان کی ظاہری حالت سے ان کی حقیقی ضرورت کو پہچان لیتے ہیں۔

مفسرین کی تشریح کے مطابق، یہاں اللہ تعالیٰ ان فقرا کا ذکر کر رہا ہے جو اپنی حالت کو چھپاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے اپنی غربت کو ظاہر نہیں کرتے۔ ان کی عزتِ نفس اس قدر مضبوط ہوتی ہے کہ وہ بھیک مانگنے یا لوگوں سے سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس آیت میں کفالتِ خاصہ کا تصور اس طرح واضح ہوتا ہے کہ ان محتاج افراد کی دیکھ بھال اور ضروریات کو پورا کرنا معاشرے کے افراد کی ذمہ داری ہے، چاہے وہ خود اس کا اظہار نہ کریں۔ یہ ایک اہم اخلاقی اور دینی فریضہ ہے کہ ایسے افراد کی کفالت کی جائے جو اپنی عزتِ نفس کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی ضرورتوں کو چھپاتے ہیں۔

"تعرفهم بسيماهم" کے الفاظ سے مراد یہ ہے کہ اہل ایمان کو ان کی شناخت ان کے چہروں اور حالات سے ہو جاتی ہے، اور یہ بات اہل بصیرت پر عیاں ہوتی ہے کہ یہ لوگ اپنی ضروریات کے باوجود سوال نہیں کرتے۔ اس لیے اسلامی معاشرت میں ان افراد کی کفالت کو ضروری قرار دیا گیا ہے جو اپنی ضروریات کو پوشیدہ رکھتے ہیں، اور یہ کفالتِ خاصہ کا ایک اہم پہلو ہے۔

کفالتِ خاصہ کا تصور اس آیت میں مزید اس طرح نمایاں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ اپنی دولت کا کچھ حصہ ان غریبوں کی کفالت کے لیے خرچ کریں جنہوں نے اپنی زندگی اللہ کی راہ میں لگا دی ہے۔ "وما تنفقوا من خير فإن الله به عليم" کے الفاظ اس بات کی ضمانت ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کفالت اور خرچ سے بخوبی واقف ہے اور اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔ یہ آیت کفالتِ خاصہ کے اس تصور کو مضبوط کرتی ہے کہ ایسے افراد کی مدد کرنا جو اپنی ضروریات کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور سوال نہیں کرتے، ایک اہم دینی فریضہ ہے اور اس پر اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔[8]

مبحثِ دوم: احادیث نبویہ میں کفالت عامہ اور کفالت خاصہ

احادیث نبویہ میں کفالت عامہ اور کفالت خاصہ کے اصولوں کی وضاحت ہمیں معاشرتی ذمہ داریوں اور فرد کی فلاح و بہبود کی سمت متعین کرتی ہے۔ کفالت عامہ معاشرت کے تمام طبقات کی مدد اور ان کے حقوق کی حفاظت پر زور دیتی ہے، جبکہ کفالت خاصہ مخصوص افراد یا گروہوں کی مدد پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ ان احادیث کی روشنی میں، ہم اسلامی معاشرت میں شمولیت، ہمدردی، اور انصافی اصولوں کی عملی تطبیق کا عملی نمونہ دیکھتے ہیں، جو ہمیں معاشرتی ہم آہنگی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

---

7. *Al-Baqarah* 2:273.
8. Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000) 1/529.
See also Imām Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad bin ʿUmar, *Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir)*, (Cairo, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 1978) 5/50.

(الف) کفالت عامہ کی مثالیں

الف- "مَن لا يُؤثِرُ النَّاسَ فَلَيسَ مِنَّا"

"جو لوگوں کو ترجیح نہیں دیتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"[9]

حدیث "من لا يؤثر الناس فليس منا" کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس حدیث کے اندر کفالتِ عامہ کا تصور واضح طور پر موجود ہے، جو اسلامی معاشرت میں ایثار اور ہمدردی کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت محدثین نے مختلف کتب میں کی ہے، جن میں انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ حدیث اسلام کے اُس اخلاقی اور معاشرتی اصول کو بیان کرتی ہے جو ایثار اور دوسروں کی کفالت پر مبنی ہے۔

کفالتِ عامہ سے مراد وہ عمومی ذمہ داری ہے جو ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دے۔ یہ حدیث اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ ایک مومن کو نہ صرف اپنے ذاتی مفادات کے بارے میں سوچنا چاہیے بلکہ معاشرت میں موجود دوسرے افراد کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب معاشرت میں کوئی ضرورت مند ہو، تو ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ضروریات کے باوجود ان کی کفالت کرے۔

محدثین نے اس حدیث کی تشریح میں بیان کیا ہے کہ "ایثار "یعنی دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دینا، ایک مومن کے لیے لازمی صفت ہے، اور یہ صفت معاشرت میں عدل وانصاف اور ہمدردی کے فروغ کا باعث بنتی ہے۔ اس حدیث میں کفالتِ عامہ کا تصور اس طرح واضح ہوتا ہے کہ اگر ہر فرد اپنے معاشرتی فرائض ادا کرے اور دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دے، تو معاشرت میں فقر، بھوک، اور بے انصافی ختم ہو سکتی ہے۔

یہ حدیث اسلامی اخوت اور بھائی چارے کے تصور کو مزید مضبوط کرتی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ معاشرت میں ہر فرد کی ضروریات کا خیال رکھنا، اور اپنے وسائل کو دوسروں کی کفالت میں خرچ کرنا، ایک مسلمان کے ایمان کا لازمی حصہ ہے۔[10]

ب- "السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ۔"

"بیوہ اور مسکین کی کفالت کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے مانند ہے، یا اُس شخص کے مانند ہے جو دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔"[11]

محدثین کے مطابق، اس حدیث میں بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کو اسلامی معاشرتی نظام کا ایک اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص بیوہ اور مسکین کی مدد کے لیے کوشش کرتا ہے، وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے، یا پھر اس شخص کے مانند ہے جو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔

---

9. Imām Muslim, Muslim bin al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Sahih Muslim*, (Beirut, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 2001) Kitāb al-Birr wa al-Ṣillah, p. 427.

10. Al-Ṭabarānī, Sulaymān bin Aḥmad bin Muḥammad, *al-Muʿjam al-Awsat*, (Dār al-Ḥaramayn, Cairo, 4th edition, 1415 AH) 6/159.

11. Imām Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, *Sahih al-Bukhari*, (Riyadh, Dār Ṭawq al-Najāh, 4th edition, 1422 AH) Kitāb al-Nafaqāt, Bāb Faḍl al-Nafaqah ʿalá al-Ahl, 5/204.

اس حدیث کی تشریح میں محدثین نے وضاحت کی ہے کہ بیواؤں اور مسکینوں کی کفالت ایک ایسا عمل ہے جو نہایت عظیم اجر و ثواب کا حامل ہے۔ "الساعی" سے مراد وہ شخص ہے جو بیواؤں اور مسکینوں کے تمام معاملات کی نگرانی کرتا ہے، ان کی ضروریات پوری کرتا ہے اور ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے۔ یہ عمل انفرادی عبادات جیسے روزے اور قیام اللیل کے برابر

اہمیت رکھتا ہے، جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ سماجی فریضے بھی عبادات کے بلند ترین مراتب میں شامل ہیں۔

کفالت عامہ، جس میں معاشرتی ضروریات کی تکمیل اور کمزور طبقوں کی مدد شامل ہے، اس حدیث میں نہایت نمایاں ہے۔ بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کو مجاہد، روزہ دار، اور قیام اللیل کرنے والے کے ساتھ تشبیہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرت میں سماجی انصاف کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کو مجاہد کے ساتھ تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مجاہد اپنی جان، مال، اور وقت کو اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہے، اسی طرح بیواؤں اور مسکینوں کی کفالت کرنے والا شخص بھی اپنی سہولتیں اور وسائل اللہ کی رضا کے لیے قربان کرتا ہے۔ روزہ دار اور قیام اللیل کرنے والے کی مثالیں دی گئی ہیں کیونکہ یہ اعمال محنت اور قربانی کا تقاضا کرتے ہیں، اور یہی حال کفالت کا بھی ہے، جو معاشرتی ذمہ داری اور فکری قربانی کا مظہر ہے۔ اس تشبیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیواؤں اور مسکینوں کی مدد کرنے والے کو نہ صرف سماجی فریضے کا ادا کرنے والا سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ عمل اس کے روحانی درجات کو بھی بلند کرتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کو بھی واضح کرتی ہے کہ کفالت عامہ کے عمل میں شامل ہونا، دنیاوی فتنوں سے محفوظ رہنے اور آخرت میں عظیم اجر کا مستحق ہونے کا باعث بنتا ہے۔ اس میں بیان کردہ اعلیٰ عبادات کی مثالیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ سماجی ذمہ داریوں کو عبادات کے ساتھ جوڑ کر دیکھا جاتا ہے، اور اس طرح اسلام میں انسانی ہمدردی اور فلاح و بہبود کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔[12]

(ب) کفالت خاصہ کی مثالیں

الف- عن سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا" وَقَالَ: بِإِصْبَعَيْهِ السَّبابةِ وَالْوُسْطَى.

حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔[13]

محدثین نے اس حدیث کی تشریح میں وضاحت کی ہے کہ یتیم کی کفالت ایک ایسا عمل ہے جس کا اجر جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ انتہائی قربت کی صورت میں عطا کیا جائے گا۔ نبی ﷺ نے اپنی دو انگلیاں، سبابہ اور وسطیٰ، کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اس قربت کی جس طرح تصویر کشی کی، اس سے اس عمل کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

یہ حدیث کفالت خاصہ کی ایک بہترین مثال اس لیے ہے کہ اس میں صرف یتیم کے عمومی خیال رکھنے کی نہیں، بلکہ اس کے مکمل اور مستقل کفیل بننے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ کفالت خاصہ کا مفہوم یہ ہے کہ یتیم کے تمام امورِ مالی، جسمانی، اور نفسیاتی کی ذمہ داری کفیل اٹھاتا ہے، اور اس کی پرورش اور ترقی میں معاون بنتا ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی قربت کو جنت میں حاصل کرنا ایک انتہائی بلند مقام کی علامت ہے، جو کسی بھی

12. Ibn Baṭṭāl, Abū al-Ḥasan ʿAlī bin Khalaf, *Sharh Sahih al-Bukhari li-Ibn Battal*, (Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 3rd edition, 1423 AH) 3/395.
13. Imām Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, *Sahih al-Bukhari*, (Riyadh, Dār Ṭawq al-Najāh, 4th edition, 1422 AH) Kitāb al-Adab, Bāb Faḍl Man Yaʿūl Yatīman, 7/78.

مسلمان کے لیے سب سے بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے۔ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا مطلب یہ ہے کہ کفالت کرنے والا شخص نہ صرف دنیاوی آزمائشوں سے محفوظ رہے گا بلکہ آخرت میں بھی اسے وہ بلند مقام ملے گا جس کی ہر مومن خواہش رکھتا ہے۔

محدثین نے اس حدیث کی بنیاد پر ثابت کیا ہے کہ یتیم کی کفالت محض ایک سماجی خدمت نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی بدولت انسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنا قریب ہو سکتا ہے کہ اس قربت کی مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کے ذریعے دی۔ اس قربت کا حصول اس بات کی دلیل ہے کہ کفالت خاصہ کا عمل نہایت عظیم الشان ہے، اور اس کی جزا دنیا و آخرت میں غیر معمولی ہے۔ اس حدیث میں بیان کردہ اجر و ثواب کفالت خاصہ کی فضیلت اور اس کے اسلامی معاشرتی نظام میں مرکزی مقام کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔

اس حدیث کے ذریعے، یہ واضح ہوتا ہے کہ یتیموں کی مدد کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا اسلامی تعلیمات میں انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ عمل نہ صرف معاشرتی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے بلکہ اس کے ذریعے فرد کو روحانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں، جیسے کہ جنت میں قریب ہونے کی بشارت۔ اس کے ساتھ ساتھ، یہ حدیث معاشرت میں عدل و انصاف، اور انسانیت کی خدمت کی ترغیب دیتی ہے، جو کہ اسلامی معاشرت کی بنیاد ہے۔"[14]

ب- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُعْسِرٍ كُرْبَتَهُ نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی معسر (مقروض) کی مشکل کو آسان کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مشکلات میں سے ایک مشکل کو آسان کرے گا۔"[15]

ابن قیمؒ الجوزی نے "بدائع الفوائد" میں اس حدیث کی تفصیل میں بیان کیا ہے کہ اسلامی معاشرت میں معسروں (مالی مشکلات میں مبتلا افراد) کی مدد کرنا ایک نہایت اہم عمل ہے۔ حدیث کے مطابق، جو شخص کسی معسر کی مشکلات کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مشکلات میں سے ایک مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔

ابن قیم نے اس حدیث کی وضاحت میں چند اہم نکات بیان کیے ہیں:

معسروں کی مدد کی اہمیت

معسروں کی مدد کرنا اسلامی فلاحی نظام کے اہم اصولوں میں شامل ہے۔ یہ عمل نہ صرف فرد کی روحانیت اور اخلاقیات کو بہتر بناتا ہے بلکہ معاشرتی انصاف اور برابری کو بھی فروغ دیتا ہے۔ معسروں کی مدد کرنے سے معاشرت میں ایک ایسا ماحول پیدا ہوتا ہے جہاں مشکلات میں مبتلا افراد کو معاونت ملتی ہے، اور اس سے معاشرت میں ہم آہنگی اور تعاون کا کلچر مضبوط ہوتا ہے۔

---

14. Ibn Ḥajar ʿAsqalānī, Abū al-Faḍl Aḥmad bin ʿAlī, *Fath al-Bari*, (Beirut, Dār al-Maʿrifah, 3rd edition, 1431 AH) Kitāb al-Nafaqāt, Bāb Faḍl al-Nafaqah ʿalá al-Ahl, 10/445.

15. Imām Muslim, Muslim bin al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Sahih Muslim*, (Beirut, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 2001) Kitāb al-Birr wa al-Ṣillah, Bāb Faḍl Takhfīf al-Dayn ʿan al-Muʿsir, 2/862.

کفالتِ خاصہ کا تصور

اس حدیث کے ذریعے کفالت خاصہ کے تصور کو واضح کیا گیا ہے۔ کفالت خاصہ کے تحت، معسروں کی مالی مشکلات دور کرنا ایک فلاحی عمل ہے جو اسلامی تعلیمات میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ عمل فرد کی نیکی اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، معسروں کی مدد کرنے کا عمل اللہ کی رحمت کو متوجہ کرتا ہے اور قیامت کے دن اس کی مشکلات کو کم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اخروی انعامات

اس حدیث میں قیامت کے دن اللہ کی طرف سے مشکلات کے کم ہونے کا وعدہ، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اسلامی فلاحی نظام میں معسروں کی مدد کا عمل نہ صرف دنیاوی بلکہ اخروی فائدے بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک طرح کی ضمانت ہے کہ دنیاوی مشکلات کا خاتمہ قیامت کے دن اللہ کی رحمت اور انعامات کا سبب بنے گا۔ نیز معسروں کی مدد کرنا اسلامی معاشرت کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ یہ عمل نہ صرف فرد کی فلاح کا باعث بنتا ہے بلکہ معاشرت میں ایک مضبوط فلاحی نظام کی تعمیر میں بھی مددگار ہوتا ہے۔ اس سے معاشرت میں انسانی ہمدردی اور اخلاقیات کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔

ابن قیمؒ الجوزی کی تشریح اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی فلاحی نظام میں معسروں کی مدد ایک اہم عمل ہے جو فرد کی دنیاوی اور اخروی فلاح کا ضامن ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں معسروں کی مدد کرنے کا عمل اسلامی معاشرت کی اخلاقیات اور فلاحی ذمہ داریوں کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔[16]

مبحث سوم: فقہی مکاتب میں کفالت عامہ اور کفالت خاصہ کے تصورات

(الف). فقہ حنفی میں کفالتِ عامہ وخاصہ کا تصور

کفالتِ عامہ

> "وَعَلَى الدَّوْلَةِ إِقَامَةُ الْمَصَالِحِ الْعَامَّةِ كَالْمَدَارِسِ وَالْمُسْتَشْفَيَاتِ، لِتَأْمِينِ حَاجَاتِ الْأُمَّةِ الْأَسَاسِيَّةِ. . . . ."الخ
>
> فقہ حنفی کے تحت، کفالت عامہ کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر ہے کہ وہ عوام کی بنیادی ضروریات، جیسے تعلیم، صحت، اور دیگر خدمات فراہم کرے۔ اس اصول کے مطابق، ریاست کو ایسے ادارے قائم کرنے چاہئیں جو تعلیم اور صحت جیسے اہم امور کی دیکھ بھال کریں تاکہ ہر شہری کو مناسب سہولتیں مل سکیں۔ اس ذمہ داری کا مقصد یہ ہے کہ معاشرت میں ہر فرد کو بنیادی انسانی حقوق اور ضروریات فراہم کی جائیں، اور معاشرتی خوشحالی کو یقینی بنایا جائے۔ اس طرح ریاست اپنی اجتماعی ذمہ داریوں کو پورا کرتی ہے اور افراد کی زندگی میں بہتری لاتی ہے۔[17]

---

[16] Ibn al-Qayyim al-Jawzī, Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh, *Badaʾiʿ al-Fawaʾid*, (Beirut, Dār al-Fikr, 2nd edition, 2003) 1/189.

[17] Shāmī, Muḥammad Amīn bin ʿUmar, *al-Durr al-Mukhtar maʿa Radd al-Muhtar*, (Beirut, Dār al-Fikr, 2nd edition, 1408 AH) 3/415.

کفالتِ خاصہ

"يَجِبُ عَلَى الْمُجْتَمَعِ أَنْ يَهْتَمَّ بِيُتَمَى وَالْأَرَامِلِ وَالْمَحْتَاجِينَ، وَيَجِبُ أَنْ يَتَوَلَّى الْأَغْنِيَاءُ مَسْؤُولِيَّتَهُمْ. . . . . "الخ

فقہ حنفی میں کفالت خاصہ پر زور دیا گیا ہے کہ معاشرتی طور پر کمزور یا محتاج افراد، جیسے یتیم، بیوائیں، اور فقراء، کی مدد کی جائے۔مالدار افراد کو اپنی دولت سے ان افراد کی مالی اور سماجی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔اس فریضے کا مقصد یہ ہے کہ ان افراد کی زندگی میں بہتری لائی جائے اور ان کی مشکلات کو کم کیا جائے، تاکہ ایک متوازن اور منصفانہ معاشرت قائم کی جا سکے۔یہ ذمہ داری اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ہر فرد کو انسانی احترام اور معیاری زندگی حاصل ہو۔(18)

(ب). فقہ شافعی میں کفالتِ عامہ وخاصہ کا تصور

کفالتِ عامہ

"إِنَّ الْحُكُومَةَ الْإِسْلَامِيَّةَ مُلْزَمَةٌ بِتَوْفِيرِ الخَدَمَاتِ الْأَسَاسِيَّةِ مِثْلَ الصِّحَّةِ وَالتَّعْلِيمِ لِجَمِيعِ الْمُوَاطِنِينَ، لِضَمَانِ العَدَالَةِ الاجْتِمَاعِيَّةِ. . . . . "الخ

فقہ شافعی میں کفالت عامہ کے تحت اسلامی حکومت کو تمام شہریوں کو صحت، تعلیم اور دیگر بنیادی خدمات فراہم کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔اس اصول کے تحت، حکومت کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ ہر فرد کو اپنی بنیادی ضروریات، جیسے صحت کی سہولتیں اور تعلیمی مواقع، فراہم کیے جائیں۔اس طرح کے اقدامات معاشرتی انصاف اور خوشحالی کو فروغ دیتے ہیں اور ہر فرد کی فلاح و بہبود کو یقینی بناتے ہیں۔شافعی فقہ کے مطابق، یہ اقدامات معاشرت میں فرد کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لئے ناگزیر ہیں۔(19)

کفالتِ خاصہ

"يَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ تَقْدِيمُ العَوْنِ لِلْيَتَامَى وَالْأَرَامِلِ وَالْفُقَرَاءِ مِنْ خِلَالِ الزَّكَوَاتِ وَالصَّدَقَاتِ. . . . . "الخ

شافعی فقہ میں کفالت خاصہ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے کہ یتیموں، بیواؤں، اور فقراء کی مدد کی جائے۔اس مدد کے لیے زکوۃ، صدقات اور دیگر فلاحی اقدامات استعمال کیے جاتے ہیں تاکہ ان افراد کی مالی اور سماجی ضروریات پوری کی جا سکیں۔اس فریضے کو پورا کر کے معاشرت میں ان افراد کی مشکلات کم کی جاتی ہیں اور ان کی زندگی میں بہتری لائی جاتی ہے، جو کہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہے۔شافعی فقہ میں یہ مدد افراد کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لئے اہم تصور کی جاتی ہے۔(20)

---

18. Imām Abū Yūsuf, Yaʿqūb bin Ibrāhīm, *Kitab al-Kharaj*, (Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 4th edition, 1406 AH) p. 210.
19. Nawawī, Yaḥyá bin Sharaf, *al-Majmuʿ Sharh al-Muhadhdhab*, (Damascus, Dār al-Fikr, 3rd edition, 1405 AH) 1/278.
20. Ibn Qāsim, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, *al-Rawdah al-Bahiyah*, (Cairo, Dār al-Fikr, 3rd edition, 1410 AH) 2/142.

(ج). فقہ مالکی میں کفالتِ عامہ وخاصہ کا تصور

کفالتِ عامہ

"عَلَى الدَّوْلَةِ الإِسْلَامِيَّةِ أَنْ تُؤَسِّسَ مُؤَسَّسَاتٍ تَهْتَمُّ بِشُؤُونِ الْمُوَاطِنِينَ الأَسَاسِيَّةِ كَالصِّحَّةِ وَالتَّعْلِيمِ لِضَمَانِ الرَّفَاهِيَّةِ.......... "الخ

فقہ مالکی میں کفالت عامہ کے تحت اسلامی ریاست کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیے کہ وہ اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ادارے قائم کرے۔ان اداروں میں صحت کی سہولتیں، تعلیمی ادارے، اور دیگر خدمات شامل ہیں جو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہیں۔مالکی فقہ کے مطابق، یہ اقدامات معاشرت میں خوشحالی اور انصاف کو یقینی بناتے ہیں، اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ہر فرد کو ان خدمات تک رسائی فراہم کرے۔اس طرح ریاست کی طرف سے فراہم کردہ سہولتیں شہریوں کی معیاری زندگی کے لیے ضروری ہیں۔(21)

کفالتِ خاصہ

"يَجِبُ تَقْدِيمُ الدَّعْمِ لِلْيَتَامَى وَالْأَرَامِلِ وَالْفُقَرَاءِ عَبْرَ الصَّدَقَاتِ وَالزَّكَوَاتِ، وَتَلْبِيَةُ احْتِيَاجَاتِهِمُ المَعِيشِيَّةِ. .... "الخ

فقہ مالکی میں کفالت خاصہ کی تفصیل میں یتیموں، بیواؤں، اور فقراء کی مدد پر زور دیا گیا ہے۔اس مدد کو زکوۃ، صدقات، اور دیگر فلاحی اقدامات کے ذریعے فراہم کیا جاتا ہے تاکہ ان افراد کی مالی اور سماجی ضروریات پوری کی جا سکیں۔مالکی فقہ کے مطابق، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دولت سے اس فریضے کو ادا کریں، تاکہ معاشرتی مشکلات کم ہوں اور ان افراد کی زندگی میں بہتری آئے۔یہ مدد معاشرت میں انصاف اور ہمدردی کے اصولوں کے مطابق ہے۔(22)

(د). فقہ حنبلی میں کفالتِ عامہ وخاصہ کا تصور

کفالتِ عامہ

"مِنْ وَاجِبِ الْحُكُومَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ تَقْدِيمُ الخَدَمَاتِ الْأَسَاسِيَّةِ مِثْلَ الصِّحَّةِ وَالتَّعْلِيمِ، لِضَمَانِ حَيَاةٍ كَرِيمَةٍ لِلْمُوَاطِنِينَ....... .... "الخ

فقہ حنبلی میں کفالت عامہ کے تحت اسلامی حکومت کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرے، جیسے صحت کی سہولتیں اور تعلیم۔حکومت کو یہ یقینی بنانا چاہیے کہ تمام شہریوں کو ان خدمات تک رسائی حاصل ہو تاکہ ہر فرد کی زندگی کا معیار بہتر ہو سکے اور معاشرت میں

21. Imām Mālik, Mālik bin Anas bin Mālik, *al-Mudawwanah al-Kubra*, (Cairo, Dār al-Fikr, 1st edition, 1408 AH) 1/89.
22. Ibn ʿAbd al-Barr, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, *al-Kafi*, (Damascus, Dār al-Fikr, 1st edition, 1412 AH) 2/321.

انصاف قائم رہے۔ حنبلی فقہ کے مطابق، یہ ذمہ داری حکومت کی ہے کہ وہ فلاحی ادارے قائم کرے اور بنیادی خدمات فراہم کرے، تاکہ معاشرتی ترقی کو فروغ دیا جا سکے۔[23]

کفالتِ خاصہ

"مِنَ الوَاجِبِ تَقْدِيمُ العَوْنِ لِلْيَتَامَى وَالأَرَامِلِ وَالمُحْتَاجِينَ عَبْرَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَاتِ، لِضَمَانِ حَقِّهِمْ وَحِمَايَتِهِمْ.. ...."الخ

فقہ حنبلی میں کفالت خاصہ پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ یتیموں، بیواؤں، اور دیگر مستحقین کی مدد کی جائے۔ یہ مدد زکوۃ، صدقات اور دیگر فلاحی اقدامات کے ذریعے فراہم کی جاتی ہے تاکہ ان افراد کی مالی اور سماجی ضروریات پوری کی جا سکیں۔ حنبلی فقہ کے مطابق، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی دولت سے اس فریضے کو ادا کریں، تاکہ معاشرتی مشکلات کم ہوں اور ان افراد کی زندگی میں بہتری آئے۔ یہ مدد فرد کی فلاح و بہبود اور معاشرتی توازن کو یقینی بنانے کے لیے اہم ہے۔[24]

حاصلات و نتائج

قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ میں انسانیت کے لیے ایک جامع فلاحی نظام کی بنیادیں فراہم کی گئی ہیں، جس کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں ہر فرد کی ضروریات پوری کی جائیں اور کوئی شخص بے یار و مددگار نہ رہ جائے۔ اسلامی فلاحی معاشرے کا یہ تصور افراد کو ان کے حقوق فراہم کرتے ہوئے انصاف، عدل اور مساوات کے اصولوں پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ضرورت مندوں، یتیموں، مساکین اور دیگر کمزور طبقوں کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا ہے، جبکہ احادیث میں کفالت اور باہمی ہمدردی کے اصول بیان کیے گئے ہیں جن کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ممکن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں کفالت کا عملی نمونہ پیش کیا گیا جس میں یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال، غرباء کی مدد، اور معاشرے کے ہر فرد کی کفالت شامل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فلاحی اصول وضع کیے جن سے ضرورت مند افراد کو معاشرتی تحفظ فراہم ہوتا تھا۔ اسی طرح چاروں مکاتب فکر یعنی فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی اور فقہ حنبلی نے اسلامی فلاحی ریاست کے قیام میں کفالت کے اصولوں کی وضاحت کی اور انہیں معاشرتی استحکام اور باہمی تعاون کے تناظر میں بیان کیا۔

فقہ حنفی میں کفالت کو معاشرتی اور ریاستی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے ایک ایسا نظام تجویز کیا گیا ہے جس میں ریاست کو غرباء اور یتیموں کی دیکھ بھال کرنے کی پابند بنایا گیا ہے۔ فقہ حنفی کے مطابق، ریاست کا فریضہ ہے کہ وہ تمام ضرورت مند افراد کو وسائل فراہم کرے اور ان کے حقوق کا تحفظ کرے، جس سے معاشرے میں انصاف اور امن کا قیام ممکن ہوتا ہے۔

فقہ شافعی نے کفالت کے اصولوں کو عدل اور رحم کے تناظر میں بیان کیا ہے، جہاں معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینے اور عوامی مفاد کو اولیت دینے پر زور دیا گیا ہے۔ شافعی فقیہ کا ماننا ہے کہ فلاحی ریاست کے قیام کے لیے عدل و انصاف کو یقینی بنانا ضروری ہے، جس سے ہر فرد کو ان کا حق مل سکے۔

[23] Ibn Qudāmah, Maḥmūd bin Aḥmad, *al-Sharh al-Kabir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 3rd edition, 1406 AH) 3/214.
[24] Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ʿAbd al-Ḥalīm, *al-Fatawa al-Kubra*, (Damascus, Dār al-Fikr, 2nd edition, 1415 AH) 1/143.

فقہ مالکی میں کفالت کو عوامی مفاد اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔ مالکی فقیہ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ایک مثالی معاشرہ اس وقت تشکیل پاتا ہے جب ریاست اور افراد ضرورت مندوں کی مدد کو اولین ترجیح دیں اور اجتماعی فلاح کے لیے کوشاں رہیں۔

فقہ حنبلی کے مطابق، کفالت کے اصولوں کا نفاذ قرآن و سنت کی روشنی میں کیا جانا چاہیے، تاکہ معاشرے میں ہر فرد کو ان کے حقوق میسر آئیں اور کسی بھی طبقے کی حق تلفی نہ ہو۔ حنبلی فقہاء کے مطابق، اسلامی ریاست کو چاہیے کہ وہ اپنے عوام کو انصاف اور مساوات فراہم کرے اور ان کے حقوق کی پاسداری کرے۔

اسلامی فلاحی معاشرے کے قیام کے لیے عصرِ حاضر میں قرآن، احادیث اور فقہی اصولوں کی روشنی میں مندرجہ ذیل عملی اقدامات تجویز کیے جا سکتے ہیں:

1. ریاستی سطح پر کفالت کے اصولوں کا نفاذ: اسلامی کفالت کے اصولوں کو حکومتی اداروں اور معاشرتی ڈھانچوں میں شامل کیا جائے، تاکہ ہر ضرورت مند کو معاشرتی تحفظ حاصل ہو۔ اس میں یتیموں، بیواؤں، معذوروں، اور دیگر ضرورت مندوں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنانا شامل ہے۔

2. زکات، صدقات اور مالیاتی وسائل کا شفاف نظام: زکات اور صدقات کو مؤثر انداز میں ضرورت مند افراد تک پہنچانے کے لیے ایک مضبوط اور شفاف نظام قائم کیا جائے۔ اس نظام کے ذریعے معاشرے میں غربت میں کمی اور مالیاتی عدم مساوات کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے۔

3. فلاحی اداروں کا قیام: ایسے ادارے قائم کیے جائیں جو کہ اسلامی اصولوں کے مطابق عوامی فلاح کے کام کریں اور ضرورت مندوں کی مدد کو اولین ترجیح دیں۔ ان اداروں کو تربیت اور وسائل فراہم کیے جائیں تاکہ وہ انسانی ہمدردی، تعاون اور اخوت کے اصولوں پر معاشرتی فلاح و بہبود کے کام کر سکیں۔

4. تعلیمی اداروں میں اسلامی فلاحی تعلیمات کا فروغ: تعلیمی اداروں میں اسلامی کفالت اور معاشرتی ذمہ داریوں سے متعلق تعلیم دی جائے تاکہ نوجوان نسل انسانی ہمدردی اور کفالت کے اصولوں کو سمجھ سکے اور ایک ذمہ دار شہری بن سکے۔

5. معاشرتی اور قانونی اصلاحات: قرآن و سنت کی روشنی میں ایسے قوانین وضع کیے جائیں جن سے معاشرتی عدل و انصاف اور مساوات کا قیام ممکن ہو۔ اس کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد کو ان کے حقوق فراہم کیے جائیں اور ایک مثالی فلاحی ریاست کا خواب پورا ہو سکے۔

6. انصاف پر مبنی معاشرتی نظام کا قیام: اسلامی اصولوں کے مطابق عدلیہ اور قانون سازی کے ادارے معاشرتی انصاف کو یقینی بنائیں اور ہر فرد کو اس کا حق دلائیں۔ اس سے نہ صرف انصاف کا قیام ہو گا بلکہ معاشرتی استحکام بھی ممکن ہو گا۔

یہ اقدامات قرآن، احادیث اور فقہی اصولوں کی روشنی میں ایک مثالی اسلامی فلاحی معاشرے کی تشکیل میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جہاں ہر فرد کو مساوی مواقع حاصل ہوں، حقوق کی پاسداری ہو اور غربت و محرومی کا خاتمہ ممکن ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Imām Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad bin ʿUmar, *Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir)*, (Cairo, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 1978)
* Imām Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad bin ʿUmar, *Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir)*, (Cairo, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 3rd edition, 1978)
* Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000)
* Ibn Kathīr, Ismāʿīl bin ʿUmar, *Tafsir Ibn Kathir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 5th edition, 2000)

* Ibn al-Qayyim al-Jawzī, Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh, *Badaʾiʿ al-Fawaʾid*, (Beirut, Dār al-Fikr, 2nd edition, 2003)
* Shāmī, Muḥammad Amīn bin ʿUmar, *al-Durr al-Mukhtar maʿa Radd al-Muhtar,* (Beirut, Dār al-Fikr, 2nd edition, 1408 AH)
* Imām Abū Yūsuf, Yaʿqūb bin Ibrāhīm, *Kitab al-Kharaj*, (Beirut, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 4th edition, 1406 AH)
* Nawawī, Yaḥyá bin Sharaf, *al-Majmuʿ Sharh al-Muhadhdhab*, (Damascus, Dār al-Fikr, 3rd edition, 1405 AH)
* Ibn Qāsim, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, *al-Rawdah al-Bahiyah*, (Cairo, Dār al-Fikr, 3rd edition, 1410 AH)
* Imām Mālik, Mālik bin Anas bin Mālik, *al-Mudawwanah al-Kubra*, (Cairo, Dār al-Fikr, 1st edition, 1408 AH)
* Ibn ʿAbd al-Barr, Muḥammad bin ʿAbd Allāh, *al-Kafi*, (Damascus, Dār al-Fikr, 1st edition, 1412 AH)
* Ibn Qudāmah, Maḥmūd bin Aḥmad, *al-Sharh al-Kabir*, (Beirut, Dār al-Fikr, 3rd edition, 1406 AH)
* Ibn Taymiyyah, Aḥmad bin ʿAbd al-Ḥalīm, *al-Fatawa al-Kubra*, (Damascus, Dār al-Fikr, 2nd edition, 1415 AH)